قبضہ کے مفہوم میں عُرف کا دخل :-

كل ما ورد به الشرع مطلقا ولا ضابط له فيه
ولا في اللغة يرجع فيه إلى العرف (الأشباه والنظائر)

ولا يشترط القبض بالبراجم؛ لأن معنى القبض
هو التمكين والتخلي وارتفاع الموانع عرفا وعادة حقيقة
(بدائع الصنائع : ٦/٥٧١ دار الكتب العلمية)

دار الافتاء

شامی کی ایک عبارت کا خلاصہ ہے کہ
"قبضہ میں ہر عہد کے عرف کا اعتبار ہے، اسی طرح ہر شئے کا قبضہ اسی کے لحاظ ہوگا۔

شرح المہذب میں کچھ فرمایا گیا ہے
(ترجمہ) :- قبضہ میں اصل عُرف ہے، لہٰذا جس چیز میں جس درجہ کا استیلاء اور عمل دخل ہو تو یہ لوگوں کے عُرف میں قبضہ تصوّر کیا جائیگا، اور وہی شرعاً بھی اس کے حق میں قبضہ مانا جائیگا۔

قبضہ کی صورت شریعت مطہرہ میں :-

شریعت مطہرہ میں قبضہ کی کوئی خاص اور متعیّن صورت و کیفیت کا بیان نہیں ہے، بلکہ احادیث میں مختلف کیفیات کی طرف اشارہ موجود ہے۔
چنانچہ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے ...... يأمرنا بانتقاله من المكان الذي ابتعناه فيه إلى مكان سواه قبل أن نبيعه

روایتِ ابوہریرہؓ میں ہے ـــ فلا يبيعه حتى يكتاله
روایتِ زید بن ثابتؓ میں ہے ـــ حتى يحوزها التجار إلى رحالهم

مذکورہ احادیث اشیاء منقولہ سے متعلق ہیں جبکہ غیر منقولی اشیاء میں فقہاء کرامؒ کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ
موہوبہ چیز یا مبیعہ میں ہر قسم کے مالکانہ تصرّف کا اختیار حاصل ہو۔
واضح رہے کہ فقہاء کرامؒ نے اپنے زمانے کے اعتبار سے جن اُمور کو مالکانہ تصرّفات میں با اختیار سمجھے جانے کے واسطے ضروری سمجھا اُن کو قبضہ کے مکمّل اور درست ہونے کیلئے شرط اور لازم قرار دیدیا
چنانچہ پلاٹ کے قبضہ کیلئے اتنا کافی ہے کہ اتنا قریب ہو کہ پلاٹ کی ایک جانب

جاری ہے

Scanned by CamScanner

اس کو لفظ ارضی ہو جبکہ تعمیر شدہ مکان کیلئے یہ کافی نہیں بلکہ اسمیں
چابیاں دینے کو قبضہ قرار دیدیا۔

قبضہ میں موجودہ عُرف :-

آج کل دستاویزات پر قبضہ، عرفاً قبضہ شمار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ
دستاویزات اور کاغذات کی رجسٹریشن جس کے نام ہو وہی شخص ضامن
ہوتا ہے۔ (اور منتقلی ضمان، قبضہ شمار ہوتا ہے)
مثلاً حکومت کی طرف سے اس مکان، پلاٹ وغیرہ کے خرید نے کا یا کسی
قسم کی شکایت یا نااھلی پر نوٹس اسی آدمی کے نام جاری ہوتا ہے اور
آج کل کاغذات پر قبضہ اس قدر معتبر ہے کہ جس شخص کے نام کاغذات ہو
وہ اصل بائع یا واھب کو قانوناً اس مکان سے بے دخل کرسکتا ہے

لہذا جب کاغذات و دستاویزات پر قبضہ عُرف میں اس قدر معتبر ہے، تو
کیا ان پر قبضہ شرعاً معتبر نہ ہوگا — والحال أن العرف قاض۔

سوال اگلے صفحے پر ارسال کر رہا ہوں
مذکورہ مسئلہ میں بڑا خلجان ہو رہا ہے امید ہے آنجناب راہنمائی
فرمائیں گے
اور ہر پہلو سے مسئلہ کی تحقیق کرکے مدلل جواب سے
جلد از جلد بندہ کی قلبی تسکین فرمائیں گے۔

دعا گو
سید اقبال شاہ
طالب علم تخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعہ فاروقیہ کراچی

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر منقولی اشیاء میں ہبہ کی صورت میں قبضہ کی مختلف صورتیں فقہاء کرام نے بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً زمین پر موہوب لہ کا کھڑا کرنا تخلیہ کرنا، مکان وغیرہ پر ایسی قدرت دینا کہ فوراً وہ بند کر سکے، چابی کا حوالہ کرنا وغیرہ۔ تو کیا آج کل بھی پلاٹ، مکان وغیرہ کے ہبہ کے وقت انہی صورتوں کا اعتبار ہوگا یا اگر کاغذات وسنداتِ زمین جس کی رجسٹریشن کردی ہو حوالہ کرنے سے قبضہ شمار ہوگا۔ چونکہ آج کل کاغذات اور دستاویزات کو قانونی اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے، بلکہ اسی سے ضمان بھی منتقل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قانونی چارہ جوئی کیلئے حامل دستاویزات کو پیش ہونا پڑتا ہے۔ براہ مہربانی مذکورہ مسائل کی ہر پہلو سے تحقیق کر کے مدلل جواب جلد از جلد عنایت فرما کر مشکور ہوں۔ بینوا توجروا

المستفتی

سید اقبال شاہ

الجواب باسم ملهم الصواب

اشیاء کے قبضہ کے متعلق حقائق وہی ہیں جن کو آپ نے بیان کیا ہے۔ فقہائے کرام کے تصریحات قبضہ کے حوالہ سے منصوص ہیں۔

(۱) احادیث میں کاغذات اور دستاویزات کا ثبوت ملتا ہے مثلاً امام بخاری رح نے تعلیقاً ایک روایت نقل کی ہے۔

ویذکر عن العداء بن خالد قال کتب لی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هذا ما اشتری محمد رسول اللہ من العداء بن خالد بیع المسلم المسلم لا داء ولا خبثة ولا غائلة الخ البخاری ج۱ ص ۲۷۹ باب اذا بین البیعان۔

مبیع، موہوب کیلئے اگر کاغذات ودستاویزات قبضہ شمار ہوتے تو فقہاء اس حدیث سے استدلال کرتے۔ لیکن انہوں نے قبضہ کیلئے ـــ ان عبد اللہ ابن عمر قال لقد رایت الناس فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتبایعون جزافا یعنی الطعام یضربون ان یبیعوہ فی مکانهم حتی یؤوہ الی رحالهم الخ بخاری ج۱ ص ۲۸۶، ۲۸۷ سے استدلال کئے ہیں ـــــ (جاری ہے)

Scanned by CamScanner

تاریخ	نام وپتہ مستفتی

کاغذات و دستاویزات کو اگر مطلقاً قبضہ تصور کئے جائیں تو تجارت کا تقریباً پچاس فیصد حصہ قمار اور فاسد میں داخل ہوتا ہے۔ مثلاً سٹہ، اسٹاک ایکسچینج، صکوک، گیٹ پاس، بیجک ان میں اصل مبیع پر قبضہ نہیں پایا جاتا۔ اور فقہاء کے ہاں ان کا کاروبار خرید و فروخت ممنوع غیر شرعی ہے۔ اکثر میں عدم جواز کی علت یہی ہے کہ مبیع پر قبضہ نہیں پایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ کاغذات اور دستاویز تو ہیں۔

(۲) فقہاء کے ہاں کاغذات و دستاویزات قبضہ نہیں ہیں بلکہ قبضہ کیلئے علامت ہو سکتے ہیں۔ والوثائق التی تعلم القبض المسماۃ بالوصول الخ مجلۃ الاحکام العدلیۃ المادۃ ۱۶۰۹ جبکہ علامت ذو العلامۃ کا غیر ہوتا ہے۔ علامۃ الایمان حب الانصار۔

(۳) اس بحث کیلئے ایک نظر پیش کیا جا سکتا ہے۔ کل شیء نص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی تحریم التفاضل فیہ کیلا فھو مکیل ابدا وان ترک الناس الکیل فیہ ..... وکل ما نص علی تحریم التفاضل فیہ وزنا فھو موزون ابدا وان ترک الناس الوزن فیہ ..... وما لم ینص علیہ فھو محمول علی عادات الناس لانھا دالۃ الخ الھدایۃ مع البنایۃ ص [illegible] ج ۷

استدلال یوں کیا جا سکتا ہے کہ جن اشیاء کے قبضہ کے متعلق (۱) ما ورد بہ الشرع وارد ہے یا (۲) ما ورد بہ الشرع کے تقاضا ملحق ہیں یعنی فقہاء کے تصریحات۔ ان میں عرفی قبضہ معتبر نہیں ہوتا۔ اور جو ان دونوں میں سے نہ ہو تو ان میں عرفی قبضہ معتبر ہوتا ہے۔

(۴) کاغذات اور قبضہ لازم و ملزوم نہیں ہے۔ بلکہ ان میں انفکاک پایا جاتا ہے۔ کیونکہ بعض مواقع میں کاغذات میں دوسرے شخص کا نام بطور مستعار درج کیا جاتا ہے جبکہ مالک کوئی اور ہے۔ اذا قال احد فی حق الدکان الذی ھو فی یدہ وتصرفہ بسندا انہ ملک فلان ولیس لی فیہ علاقۃ والاسم المحرر فی الوثیقۃ ھو مستعار ..... یکون تداقر بان الدکان ملک فلان فی نفس الامر الخ مجلۃ۔ المادۃ ۱۵۹۲

فقط واللہ

دار الافتاء

۳۰/۱۲/۱۴۳۰

11.09